اخبار امت

ترکی: سیکولرازم نہیں، اسلام

سید منور حسن

ترکی خلافت اسلامیہ کا گہوارہ رہا ہے۔ آج بھی پوری امت کے لیے اس کے نام میں کشش اور جاذبیت ہے۔ ۱۹۲۴ میں کمال اتاترک نے آکر اس کا رشتہ ماضی سے کاٹ دیا۔ لیکن اب گذشتہ چند سالوں سے وہاں قسطنطنیہ کی فتح کا جشن منانے کا آغاز ہوا ہے۔ اسلام کا نام لینا منع ہے اس لیے ۳۰ مئی کو ترک، جشن استنبول کے نام پر دنیا بھر سے مہمان بلاتے ہیں اور اپنے اسلامی جذبات کا اظہار کرتے ہیں۔

ترکی میں سیکولرازم کی علامت اتاترک ہے۔ اس کی شخصیت پرستی (personality cult) شمالی کوریا کی طرح اپنے عروج پر ہے۔ ہر سال دس نومبر کی صبح نو بج کر پانچ منٹ پر سارے ترک ایک منٹ کے لیے خاموش ہو جاتے ہیں۔ یہی وہ لمحہ ہے جب جدید ترکی کا بانی اتاترک ۱۹۳۸ میں اس دنیا سے رخصت ہوا تھا۔ کمال اتاترک کی تصویر ہر بنک نوٹ پر، ہر سکے پر اور ڈاک کے ہر ٹکٹ پر موجود ہے۔ قانوناً اس کی تصویر تمام پبلک مقامات پر اور دفاتر میں آویزاں کرنا ضروری ہے۔ اسکولوں میں بچوں کو کمال ازم کی تعلیم دی جاتی ہے۔

۲۴ دسمبر ۱۹۹۵ کے گذشتہ انتخابات کے بعد رفاہ پارٹی اور ٹروپاتھ پارٹی کی موجودہ مخلوط حکومت نے ۸ جولائی ۱۹۹۶ سے اپنی مدت کا آغاز کیا۔ رفاہ پارٹی کو بجا طور پر اسلامی پارٹی کہا جا سکتا ہے۔ چلر کی ٹروپاتھ پارٹی کے علاوہ دوسری سنٹر رائٹ، مدرلینڈ پارٹی ہے۔ سنٹر لیفٹ کا اطلاق ڈیماکریٹک لیفٹ اور ری پبلکن پارٹی پر ہوتا ہے۔ کچھ چھوٹی پارٹیاں بھی ہیں۔

ترکی کے منظرنامے پر اس وقت ہر طرف اسلام اور سیکولرازم کی کش مکش کے مظاہر نظر آتے ہیں۔ سیکولرازم کے محافظ فوجی جنرلوں کو، ملک کے دستور کے تحت، انتخابات کے ذریعے، حق حکمرانی حاصل کرنے والی رفاہ پارٹی کو معاہدے کے تحت اڑھائی سال دینا گوارا نہیں ہے۔ انھیں پاؤں کے نیچے سے زمین کھسکتی محسوس ہو رہی ہے۔ ایک سال پورا کرنا بھی مشکل کر دیا گیا ہے۔ وزیراعظم اربکان کو ناکام کرنے اور اقتدار

سے محروم کرنے کے لیے کھلے اور چھپے جو اقدامات اور سازشیں کی گئی ہیں، سب کے سامنے ہیں۔ اگر اربکان کو "فیر" (fair) موقع ملتا تو معلوم نہیں اس ایک سال میں ترکی کہاں سے کہاں پہنچ جاتا اور امت مسلمہ میں زندگی نو کی روح دوڑ جاتی۔ جیسا کچھ موقع ملا، اس میں ریکارڈ کارکردگی کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔ آج اربکان اور ان کے ساتھیوں پر کرپشن کے، مفادات حاصل کرنے کے، بنکوں سے قرضے لینے اور معاف کروانے اور ملکی معیشت تباہ کرنے کے الزامات نہیں ہیں جو مسلم دنیا کے سیکولر حکمرانوں کا طرہ امتیاز ہیں۔ حکومت کی پالیسیوں کے مثبت نتائج ظاہر ہو رہے ہیں۔ اندرونی قرضوں میں جو یکم جولائی ۹۶ کو ۳۵ ملین ڈالر تھے، اگر ماضی کی رفتار سے اضافہ ہوتا تو دسمبر ۹۷ میں ۵۸ ملین ڈالر ہو جاتے لیکن دسمبر ۹۶ میں ۲۲ ملین تک آ گئے اور دسمبر ۹۷ میں ۱۵ ملین تک آ جائیں گے (یعنی ۴۳ ملین کی کمی)۔ متعدد واضح اقدامات کر کے، کرپشن کو بڑی حد تک قابو کر لیا گیا ہے۔ فضول اخراجات ختم کر کے ایک ہی سال میں ایک بلین ڈالر کی بچت کی گئی ہے۔ داخلی محاذ پر ہی نہیں، بین الاقوامی سطح پر بھی ۱۱ ماہ کی مختصر مدت میں غیر معمولی کارکردگی کا مظاہرہ ہوا ہے۔ ڈی-۸ کا حالیہ اجلاس امت کی تاریخ میں ایک موثر ثابت ہو سکتا ہے۔

رفاہ کی کامیابیوں کی بنا پر کسی آیندہ انتخابات میں بہتر نتائج کی توقع کی جا سکتی ہے۔ بیرونی مبصر بھی یہی اندازے لگا رہے ہیں اور طریقہ انتخابات میں تبدیلی کی تجویز پیش کر رہے ہیں تاکہ آئندہ ۲۱ فی صد مسئلہ نہ بن سکے۔ سیکولر پارٹیوں کو متحد کرنے کی کوشش بھی جاری ہے تاکہ عدم اعتماد کے ووٹ میں کامیابی حاصل کی جا سکے۔ فوجی قیادت کسی تکلف کے بغیر ہر ممکن اقدام کر رہی ہے۔ یوں کش مکش میں اضافہ ہو رہا ہے۔

رفاہ پارٹی اور فوج کے درمیان محاذ آرائی کی فضا، دراصل اسلام اور سیکولرازم کی کش مکش ہے جو سیاسی، سماجی اور معاشی دوائر میں کھل کر سامنے آ گئی ہے۔ یہ بحث چل نکلی ہے کہ کمال ازم بحران کا شکار ہے اور سیکولر ریاست دم توڑ رہی ہے۔ کرپشن، قرضوں کی معیشت، غیر موثر حکومت، افراط زر، بے روزگاری، کم تنخواہیں، لاقانونیت، جرائم اس کے تحفے ہیں۔ لہٰذا یہ محض اربکان اور فوج کی لڑائی نہیں ہے بلکہ سیکولرازم اپنی نئی تعبیر اور از سرنو اہداف کے تعین کے لیے کوشاں ہے۔ حزب اختلاف کے اخبار "حریت" کے مدیر Ertugrul Ozkok رقم طراز ہیں: "ترکی ۱۹۲۳ میں قائم ہونے والی جمہوریہ پر معترض ہو رہا ہے۔ ایک نئی جمہوریہ وجود میں آ رہی ہے۔ یہ وقت ہے کہ اس پر کھل کر بات کی جائے"۔

جبکہ دوسری طرف اسلام، اپنے سیاسی رول پر مصر ہے۔

یہ بحث و مباحثہ پارلیمنٹ سے نکل کر سڑکوں پر، میڈیا میں اور چائے خانوں میں پہنچ گیا ہے۔ الیکٹرانک میڈیا بھی ان بحثوں کو مناسب جگہ دے رہا ہے۔ ان موضوعات پر مذاکرے ہو رہے ہیں، سنجیدہ گفتگو کا سلسلہ چل نکلا ہے۔ صدر سلیمان ڈیمرل، جن کی حکومت کو دو بار فوج نے گرایا، ملک کے دانشور اور جہاندیدہ

انسانوں میں ان کا شمار ہوتا ہے، کہتے ہیں: "سسٹم کی تبدیلی کی بحث نہ کی جائے، اس کی صلاح پر زور دیا جائے ورنہ بڑی قربانیاں دینی پڑیں گی"۔ ان کے بیان میں جہاں سسٹم کو بچانے کی خواہش کارفرما ہے، وہیں اس کشمکش میں کود پڑنے والوں کو قربانیاں دینے کے لیے تیار رہنے کی "خوشخبری" بھی ہے۔

جنرل Cevic Bir، ڈپٹی چیف آف سٹاف ہیں۔ انھوں نے رفاہ کی قیادت کو خبردار کیا کہ:

"ترک فوج ریاست کے جمہوری مزاج کی محافظ ہے۔ ہماری جمہوریت، سیکولرازم اور فرد کی آزادی اور حقوق سے عبارت ہے، ہر شہری کا فرض ہے کہ ان اصولوں کی پاسداری کرے"۔ وزیراعظم اربکان نے فوراً ہی اس کا نوٹس لیا اور اتاترک کا حوالہ دیتے ہوئے کہا: "ہمارے دستور کے تحت عوام غیر مشروط طور پر اختیارات کا سرچشمہ ہیں، کوئی ان پر زبردستی دباؤ نہیں ڈال سکتا۔ جو جمہوریت پر یقین رکھتا ہے، اسے قوم کے فیصلوں کا احترام کرنا ہوگا۔ انتخاب ہو چکے ہیں اور قوم نے اپنی رائے کا اظہار کر دیا ہے"۔

اس کشمکش کے نتیجے میں یہ بات عام ہو گئی ہے کہ سیکولرازم، عوام دشمن ہے، ان کے جذبات اور آرا کا احترام نہیں کرتا، جمہوریت کش ہے، اپنی رائے پر بضد رہتا ہے اور اسلام دشمن بھی ہے، اسے خاطر ہی میں نہیں لاتا۔

فوج کو اب تک جو پاپڑ بیلنے پڑے ہیں اور احکامات دینے کے باوجود ان کی تعمیل کا انتظار کرنا پڑا ہے اس کا سبب یہ خوف ہے کہ اگر فوج خود اقتدار میں آتی ہے اور سیاسی بساط لپٹ جاتی ہے تو رفاہ کی بڑھتی ہوئی مقبولیت اور عوامی تائید کے پیش نظر خدشہ ہے کہ ترکی تشدد اور لاقانونیت کی طرف چل نکلے، معیشت زمین بوس ہو جائے اور معاشرہ کے تار و پود بکھر جائیں۔ الجزائر کا منظرنامہ سب کے سامنے ہے۔ خود ترکی کی تاریخ میں جب ستر کی دہائی میں رائٹ لیفٹ کی کشمکش ہوئی تھی تو روزانہ ۲۰/۲۵ افراد اوسطاً مارے جاتے تھے۔ بارہ سالہ کردوں کی بغاوت میں بھی اب تک ۲۰ ہزار سے زائد لوگ ہلاک ہو چکے ہیں۔ دانشور اور اہل قلم نرم انقلاب کے ذریعے تبدیلی کی نوید سنا رہے ہیں لیکن ہر کوئی خوفزدہ ہے کہ یہ عمل پرامن طور پر جاری رہ سکے گا یا نہیں۔

ترکی کی اسلامی پارٹی نے جمہوری اور انتخابی طریقے سے تبدیلی کا راستہ دکھایا ہے، لیکن "سیکولرازم" بہت ہی تھڑدلا اور کم ظرف واقع ہوا ہے، اس میں نہ وسعت ہے اور نہ حوصلہ، اس کے پاس نہ استدلال کی قوت ہے اور نہ عوامی تائید۔ پچھلی تمام صدیوں میں دنیا بھر میں سیکولرازم ہی کا سکہ رواں رہا ہے۔ سرمایہ داری کے نام پر، سوشلزم کے نام پر، نیشنلزم کے عنوان سے یا کمیونزم کے نعروں پر۔ وقت نے اس سکے کو کھوٹا ثابت کر دکھایا ہے۔ انسانیت کے سارے دکھ اسی کے تحفے ہیں، دنیا کو سارے چرکے اسی نے لگائے ہیں۔ ترکی میں سیکولرازم کے خلاف یہ لڑائی اپنے آخری مراحل میں داخل ہو رہی ہے۔